پنشن فنڈ کے مسائل کا فقہی جائزہ

نور ولی شاہ

اجمالی خاکہ

- پنشن کی حقیقت
- پنشن جاری کرنے کا طریقہ
- اہم نوٹ:
- پنشن کا اجراء جائز ہے یا ناجائز؟
- حکومت کیساتھ پنشن کی خرید و فروخت
- ایک شبہ
- جواب
- عام لوگوں سے پنشن کی بیع
- عدم جواز اور حرمت کی وجوہات
- ١:۔۔۔ غیر مملوک کی بیع
- ٢:۔۔۔ غیر مقبوض کی بیع
- ٣:۔۔۔ حقوق مجردہ کی بیع
- خلاصہ:
- مراجع و مآخذ

پنشن فنڈ کے مسائل کا فقہی جائزہ

پنشن کی حقیقت

پنشن انگریزی زبان کا لفظ ہے۔اردو میں اسے وظیفہ یا امداد کہتے ہیں(1)۔عربی میں اسے الراتب التقاعدی بھی کہتے ہیں(2)۔اور بنسیون بھی کہتے ہیں(3)۔

انگریزی زبان میں اسکی تعریف یوں کی گئی ہے،

A sum of money paid regularly by the government or a private company to a person who does not work anymore because they are too old or they have become ill: They find it hard to live on their state pension.(4)

ترجمہ:

پیرانہ سالی یا معذوری کی وجہ سے جب کوئی ملازم ملازمت اختیار نہیں کرسکتا،حکومت یا کسی پرائیویٹ ادارے کی جانب سے اسکے نام ایک باقاعدہ آمدنی جاری کرنا۔

دیگر بعض ملکوں کی طرح حکومت پاکستان بھی سرکاری ملازمین کو رٹائرڈ ہونے کے بعد باقاعدگی کے ساتھ ایک مخصوص آمدنی ہر ماہ دیتی رہتی ہے۔یہ سلسلہ اس ملازم کیلئے تاحیات جاری رہتا ہے۔پھر یہ سلسلہ اسکی اہلیہ کے نام لکھا جاتا ہے اور وہ بھی آدھی آمدنی half pension وصول کرتی ہے۔اہلیہ کی وفات کے بعد یہ سلسلہ رک جاتا ہے۔اس کے بعد اس کی اولاد اسے وصول نہیں کرسکتی۔

پنشن کے مسائل ذکر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ پنشن جاری کرنے کا طریقہ ہمیں معلوم ہو۔

پنشن جاری کرنے کا طریقہ

کسی ملازم کو دوران ملازمت دوطرح کی آمدنی income ملتی ہے۔ایک اسکی اپنی تنخواہ ہوتی ہے جسے Basic payment کہتے ہیں اور دوسری مختلف وظائف Allowances کی مد میں ملنے والی رقم۔

مثلاً گھر کے کرایہ،میڈیکل چیک اپ، اور نامناسب علاقہ میں فرائض کی انجام دہی وغیرہ کے سلسلے

میں مختلف وظائف کا اجراء۔ان کو انگریزی میں medical ,house allowance unattractive area allowanceallowance, وغیرہ کہتے ہیں۔

حکومت کی طرف سے پنشن جاری کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ملازم کی بنیادی تنخواہ(basic payment) کو اسکی مدت ملازمت [سالوں کے حساب] سے ضرب دی جاتی ہے، پھر انہیں 7/300 سے ضرب دی جاتی ہے۔

اس حسابی عمل سے جو مقدار آتی ہے اسکا 35٪ حکومت ملازم سے جبراً خرید لیتی ہے[چاہے ملازم راضی ہو یا نہ ہو]۔باقی 65٪ حصہ ملازم کو ہر مہینہ ملتا رہتا ہے۔

اہم نوٹ:

رٹائرڈ ہونے کے بعد ملازم کو پیسوں کی ایک بھاری مقدار جو یکمشت ملتی ہے وہ درحقیقت اس 35٪ حصے کے بیچنے سے حاصل ہوتی ہے۔طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ملازم اگر 50 سال پر رٹائرڈ ہو رہا ہے تو ایک روپے کے بدلے میں تقریباً 450 سے لے کر 500 تک حکومت ادا کرتی ہے۔اگر 60 سال کی عمر میں رٹائر ہو رہا ہے تو ایک روپے کے بدلے میں حکومت ملازم کو تقریباً 300 روپے ادا کرتی ہے۔

پنشن کا اجراء جائز ہے یا ناجائز؟

حکومت کی طرف سے پنشن کے اجراء پر جواز یا عدم جواز کا حکم لگانے سے قبل یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہ عقد فقہ کے کس باب کے تحت آتا ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پنشن ایک ہبہ اور تبرع ہے۔کیونکہ کسی ملازم کا بنیادی حق یہ ہے کہ اسے اپنے کام کی مزدوری ملے اور بس۔ باقی رٹائرڈ ہونے کے بعد حکومت کی طرف سے جو اضافی پیسے اسے ملتے ہیں یہ خالص تبرع ہبہ اور احسان ہے۔

اَلْهِبَةُ التَّبَرُّعُ بِمَا يَنْتَفِعُ بِهِ الْمَوْهُوبُ لَهُ(5)

علامہ عمیم الاحسان صاحب نے ہبہ کی تعریف یوں کی ہے

الهبة فى اللغة التبرع بما ينتفع به الموهوب وفى الشرع تمليك العين بلا عوض

شریعت کی اصطلاح میں دوسرے پر فعل کو لازم کرنے کا تصرف • امر کہلاتا ہے۔

ویقال لفاعله واهب ولذلك المال موهوب ولمن قبله الموهوب له (6)

یعنی کسی چیز کا مفت دیناھبہ کہلاتا ہے۔یہی بات علامہ حصکفی نے

علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے،

[ھی] لغۃ: التفضل علی الغیر ولو بغیر مال

وشرعا: [تملیک العین مجانا] ای بلا عوض (7)

تو جس طرح اور چیزوں کا ہبہ کرنا اور بطور تبرع کے دینا جائز ہے اسی طرح پنشن کا جاری کرنا بھی حکومت کیلئے جائز بلکہ مستحسن ہے۔

حکومت کیساتھ پنشن کی خرید وفروخت

رٹائرڈ ہونے کے بعد حکومت ملازم سے پنشن کا 35٪ حصہ جبراً خریدتی ہے اور اسکے بدلے میں ہر ایک روپے کے مقابلے میں اسے 300 سے لے کر تقریباً 500 روپے تک کی نقد رقم ادا کرتی ہے۔

یہ عقد بظاہر ایک سودی معاملہ لگتا ہے، کیونکہ دونوں طرف سے پیسے ہیں اور ایک طرف مشروط زیادتی ہے۔ چنانچہ یہ خرید وفروخت ناجائز ہونا چاہئے۔لیکن چونکہ پنشن کا اجراء ہبہ اور تبرع کے معنیٰ میں ہے اور ہبہ اور تبرع پر جب تک موہوب لہ قبضہ نہ کریں تب تک یہ واہب ہی کی ملکیت میں رہتی ہے۔اس لئے جب تک رٹائرڈ ملازم اس پر قبضہ نہ کریں تب تک یہ حکومت ہی کے قبضہ میں رہتی ہے۔

دوسری طرف سود کے تحقق کیلئے ضروری ہے کہ معاملہ دو الگ الگ ملکیتوں کے درمیان ہو رہا ہو۔ کیونکہ سود کے تحقق کے لئے بیع کا ہونا ضروری ہوتا ہے،اور ایک ہی ملکیت میں بیع کا تحقق نہیں ہوتا۔اس لئے اس میں سود بھی نہیں ہوگا۔

علامہ وھبہ الزحیلیؒ نے بیع کی تعریف یوں فرمائی ہے

واصطلاحا عند الحنفیۃ: مبادلۃ مالٍ بمالٍ علیٰ وجہ مخصوص (8)

صاحب کنز نے اسکی تعریف یوں کی ہے،

ہو مبادلۃ المال بالمال بالتراضی (9)

یعنی آپس کی رضامندی سے دو مالوں کے تبادلے کا نام بیع ہے۔

یہی وجہ ہے کہ غلام اور آقا کے درمیان بیع کا اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ دونوں کی ملکیت ایک ہے۔ بلکہ تقریباً تمام فقہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ غلام اور آقا اپنے درمیان سودی لین دین بھی کریں تب بھی سود متحقق نہیں ہوگا کیونکہ دونوں کی ملکیت ایک ہے۔[جیسا کہ پراویڈنٹ فنڈ کے احکام و مسائل نامی مقالے میں تفصیلا مذکور ہے]۔

علامہ شامی نے لکھا ہے

ومن شرائط الربا عصمۃ البدلین ۔ ۔منھا ان لا یکون البدلان مملوکین لاحد المتبائعین کالسید مع عبدہ ولا مشترکین فیھما بشرکۃ عنانٍ او مفاوضۃ کمافی البدائع (10)

ترجمہ: ربا کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جن دو اشیاء کا باہمی تبادلہ کیا جا رہا ہے وہ کسی ایک شخص کی ملکیت میں نہ ہو۔جیسے غلام کا اپنے آقا سے تفاضلاً عقد بیع کرنا جائز ہے۔اسی طرح دو شخصوں میں اگر شرکت عنان یا شرکت مفاوضہ ہو۔(تو ان کے درمیان بھی تفاضلاً عقد بیع کرنا جائز ہے اور ان میں سود متحقق نہیں ہوگا)

علامہ برہان الدین مرغینانیؒ نے بھی لکھا ہے کہ غلام اور آقا کے درمیان ربا اسلئے متحقق نہیں ہوتا کہ دونوں کی ملکیت ایک ہے۔

ولا ربا بین مولٰی وعبدہ لان العبد و مافی یدہ لمولاہ فلا یتحقق الربا (11)

علامہ ابن ھمام نے اسکی علت لکھتے ہوئے فرمایا ہے

فلا یتحقق الربا لعدم تحقق البیع (12)

مندرجہ بالہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ سود کا ثبوت وہاں ہوتا ہے جہاں معاملہ دو الگ الگ ملکیتوں کے درمیان ہو رہا ہو۔اور پنشن کے بارے میں ماقبل میں لکھا تھا کہ یہ ھبہ اور تبرع ہے۔ھبہ اور تبرع پر جب تک موہوب لہ (رٹائرڈ ملازم) قبضہ نہ کرے تب تک مالک [حکومت] کی ملکیت ہی شمار ہوتے ہیں۔اس لئے اس بیع میں سود کا تحقق نہیں ہوگا۔

مجلۃ الاحکام میں ہے المادۃ 837: تنعقد الھبۃ بالایجاب والقبول وتتم بالقبض(13)

ملاخسرو نے لکھا ہے التبرع لا یتم الا بالقبض(14)

یعنی ھبہ اور تبرعات پر جب تک قبضہ نہ کیا جائے تام نہیں ہوتے۔

لہٰذہ حکومت اور ملازم کے درمیان پنشن کی مصنوعی بیع کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔کیونکہ یہ معاملہ دو ملکیتوں میں نہیں بلکہ ایک ہی ملکیت [حکومتی ملکیت] میں ہورہا ہے۔یہ بیع ملازم کی مرضی سے ہورہی ہو یا اسکی مرضی کے بغیر، دونوں صورتوں میں جائز اور سود سے پاک ہے۔اس لئے حکومت کا ملازم کی تنخواہ سے ایک مخصوص مد کاٹنا اور پھر اس کو سود کے ذریعے بڑھانا جائز ہے،اس میں سود کا تحقق نہیں آئے گا کیونکہ یہاں معاملہ ایک ہی ملکیت (حکومت) میں ہورہا ہے۔

ایک شبہ

یہاں پر کوئی یہ سوال کرسکتا ہے کہ یہ حقیقت میں اگرچہ ہبہ ہولیکن یہاں تو بیع کے نام سے ہورہا ہے۔ اس لئے اس پر بیع کے احکام جاری ہونے چاہئے۔اور جس طرح دیگر بیوعات میں ایک طرف ہم جنس اور ہم قدر چیز کی مشروط زیاتی سود کہلائی جاتی ہے اور اہل علم اسے ناجائز قرار دیتی ہے اسی طرح اس عقد میں بھی حکومتی زیادتی کو سود قرار دے کرنا جائز قرار دینا چاہئے۔

جواب

یہ عقد (ملازم کو پنشن دینے سے قبل اس کا ایک حصہ اس سے واپس خریدنا) اگرچہ بیع کے نام سے ہورہا ہے مگر درحقیقت ھبہ ہی ہے۔گویا حکومت کچھ نقدی ابھی مفت دے رہی ہے اور کچھ ہر مہینہ بعد دے گی۔باقی اس کو بیع کا نام دینے کی وجہ سے اس کی ماہیت اور حقیقت تبدیل نہیں ہوتی، کیونکہ معاملات میں ظاہری الفاظ کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ اصل اعتبار مقصود اور معانی کا ہوتا ہے۔

مشہور قاعدہ ہے،

العبرۃ فی العقود للمقاصد و المعانی لا للالفاظ و المبانی ولذا یجری حکم الرھن فی البیع بالوفا(15)(16)

بیع بالوفا کو رہن کا حکم اسلئے دیا گیا ہے کہ معاملات میں اصل اعتبار مقصود کا ہوتا ہے،ظاہری الفاظ کا

نہیں۔اور بیع بالوفاء رہن ہی کی طرح ہے۔اگرچہ یہ عقد بیع کے نام سے ہو رہا ہے۔

صاحب عنایہ نے عرایا کے جواز پر ایسی جاندار گفتگو فرمائی ہے جو اس پنشن کے مسئلے پر من وعن منطبق ہوتی ہے۔

آپ نے لکھا ہے

وتأويلها ان يهب الرجل ثمرة نخلة من بستانه لرجل ثم يشق على المعرى دخول المعرىٰ له فى بستانه كل يوم لكون اهله فى البستان ولا يرضىٰ من نفسه خلف الوعد و الرجوع فى الهبة.فيعطيه مكان ذٰلك تمراً مجذوذاً بالخرص ليدفع ضرره عن نفسه ولا يكان مخلفاً لوعده.

وبه نقول، لان الموهوب لم يصير ملكاً للموهاب له ما دام متصلاً بملك الواهب.فما يعطيه من التمر لا يكون عوضاً بل هبةً مبتدءةً و يسمىٰ بيعاً مجازاً لانه فى الصورة عوض يعطيه للتحرز عن خلف الوعد(17)

ترجمہ:

آپ ﷺ نے اٹکل سے خرید وفروخت کرنے سے منع فرما کر عرایا کی جو اجازت دی ہے اسکی تاویل یہ ہے کہ کسی باغ کا مالک چند مخصوص کھجوروں کا پھل کسی اجنبی کو ہبہ کرتا تھا،پھل پکنے کے وقت مالک باغ اپنے اہل وعیال سمیت باغ میں سکونت اختیات کرتا۔موہوب لہ[جس کو پھل ہبہ کیا گیا تھا]روزانہ ان مخصوص کھجوروں کا پھل توڑنے کے لئے باغ میں آتا،مالک باغ پر یہ کافی گراں گزرتا،نہ وہ وعدہ خلافی کرسکتا تھا اور نہ ہبہ سے رجوع کرنا چاہتا تھا۔

وہ اس موہوب لہ سے کہتا تھا کہ میں کٹے ہوئے کھجوروں کی اتنی مقدار آپ کو دیتا ہو جسکے بدلے میں آپ ان مخصوص کھجوروں پر موجود پھل میرے لئے چھوڑ دو۔اسے عرایا کہتے ہیں اور یہ عقد ہمارے نزدیک جائز ہے۔کیونکہ ان کھجوروں پر جب تک موہوب لہ قبضہ نہ کریں وہ اسکی ملکیت میں داخل نہیں ہوتی بلکہ برابر باغ کے مالک کی ملکیت میں رہتی ہیں۔

اب باغ کے مالک کی طرف سے جو کھجور یکمشت دی جارہی ہے وہ درحقیقت کسی چیز کی عوض نہیں ہے،بلکہ

ابتداً[گویا مالک نے پہلے ہبہ سے رجوع کیا اور یہ کھجوریں ہبہ کی] ہبہ ہے۔اسکومجازاً بیع کہا جاتا ہے۔کیونکہ مالک وعدہ خلافی سے بچنے کیلئے یہ کٹی ہوئی کھجوریں بظاہر موہوبہ کھجوروں کے عوض میں دے رہا ہے۔

تو جس طرح عرایا کی بیع اسلئے جائز ہے کہ نام اسکا اگر چہ بیع رکھا گیا ہے مگر درحقیقت ہبہ ہی ہے(گویا پہلے ہبہ سے اس نے رجوع کر کے کٹی ہوئی کھجوریں ہبہ کی)،اسی طرح پنشن کی بیع حکومت سے جائز ہے،کیونکہ یہ بھی درحقیقت ھبہ ہی ہے،اگر چہ نام بیع کا ہو۔(گویا حکومت نے پہلے ہبہ سے رجوع کرکے کچھ رقم ابھی آپ کو[رٹائرڈ ہونے کے وقت] ہبہ کی اور کچھ آئندہ ہر ماہ آپ کو ہبہ کرے گی۔)

عام لوگوں سے پنشن کی بیع

ماقبل میں جو حکم مذکور تھا وہ حکومت سے متعلق تھا۔یہاں پر ہم عام لوگوں کیساتھ پنشن کی بیع وشراء کے جواز اور عدم جواز پر بحث کریں گے۔

حکومت کے ساتھ پنشن کی بیع اس لئے جائز تھی کہ وہ درحقیقت ہبہ اور تبرع ہی تھا۔نام صرف بیع کا تھا۔جبکہ عام لوگوں کے ساتھ پنشن کی خرید وفروخت کو ہبہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہاں معاملہ دو ملکیتوں کے درمیان ہو رہا ہے۔شریعت کی رو سے عام لوگوں کے درمیان پنشن کی بیع وشراء ناجائز اور حرام ہے۔

عدم جواز اور حرمت کی وجوہات

ا:۔۔ غیر مملوک کی بیع

جو پنشن آپ بیچ رہے ہیں وہ اب تک حکومت کی ملکیت میں ہے۔آپ اس کے مالک نہیں ہیں۔کیونکہ ہبہ اور تبرع میں ملکیت قبضہ کے بعد تام ہوتی ہے۔اور اس پر آپ نے ابھی تک قبضہ نہیں کیا ہے،اسلئے آپ ابھی تک اس کے مالک نہیں ہیں۔

التبرع لا یتم الا بالقبض(18)

اور یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ جس چیز کے آپ مالک نہیں ہیں اس کو آگے فروخت نہیں کرسکتے۔

علامہ ابن نجیمؒ نے معقود علیہ کے شرائط ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

وخرج بالمملوک بیع مالا یملکہ(19)

علامہ شامی نے لکھا ہے　　لان بیع مالا یملک باطل کما علم مما مر(20)

ترجمہ: ااور جس چیز کے آپ مالک نہ ہو اس کو بیچنا ناجائز ہے۔

لہٰذہ عام لوگوں سے پنشن کی بیع باطل ہے۔

۲:۔۔۔　غیر مقبوض کی بیع؛

پنشن پر چونکہ آپ کا قبضہ نہیں ہوا ہے، اسلئے اگر آپ اس کے مالک بھی ہوتے تب بھی آگے اسکی بیع کرنا آپ کے لئے جائز نہیں تھا، کیونکہ آگے بیچنے کے لئے اس چیز پر قبضہ کرنا ضروری ہے تاکہ آپ وہ چیز مشتری کو دینے پر قادر ہو جائیں۔

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ کوئی شخص مچھلی پکڑ کر اپنے مملوکہ تالاب میں ڈالے تو وہ مچھلی اس کی ہو جاتی ہے۔اب اگر یہ اس کے پکڑنے پر قادر ہے تو اسکی بیع جائز ہے اور اگر پکڑنے پر قادر نہیں ہے تو بیچنا ناجائز ہے۔

ثم ان امکن اخذہ بلاحیلۃ جاز بیعہ لانہ بیع مملوک مقدور التسلیم والالم یجز لعدم القدرۃ علیٰ التسلیم(21)

۳:۔۔۔　حقوق مجردہ کی بیع

یہ حقوق مجردہ کی بیع کے قبیل سے ہے۔اور حقوق مجردہ کی بیع فقہاء کے نزدیک فاسد ہے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے　　لان الاعتیاض عن مجرد الحق باطل(22)

اس عبارت سے کچھ آگے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ حکومتی اداروں میں اگر کسی شخص کی نوکری ہو اور معین تنخواہ بھی ہو تو وہ کسی اور کو اپنی تنخواہ فروخت نہیں کرسکتا۔

قولہ: وعلیٰ ھذا لا یجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف من امامۃ وخطابۃ واذان وفراشۃ وبوابۃ ولاعلیٰ وجہ البیع ایضاً لان بیع الحق لا یجوز(23)

ترجمہ:

یہی وجہ ہے کہ اوقاف کے مختلف وظائف جیسے امامت، خطابت، موذنی، چپڑاسی اور چوکیداری وغیرہ کے بدلے میں کسی سے کوئی معاوضہ لینا جائز ہے اور نہ انکی بیع، کیونکہ حقوق مجردہ کی بیع ناجائز ہے۔

مفتی محمد تقی عثانی کا بیع الحقوق المجردہ کے نام سے ایک مقالہ بھی ہے جو آپ نے 1988ء میں کویت

میں ہونے والے مجمع الفقہ الاسلامی کے کانفرنس کیلئے لکھا تھا۔آپ اس مقالے میں لکھتے ہیں
والذی یتلخص من کلام الفقہاء فی ھذا الباب ان بیع حق الوظیفۃ لا یجوز عندہم(24)

خلاصہ:

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر عام لوگوں سے پنشن کی بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ہاں حکومت کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز ہے۔چنانچہ حکومت اگر آپ سے سارا پنشن خریدنا چاہے تو بھی جائز ہے کیونکہ یہ درحقیقت بیع نہیں ہے بلکہ ایک ہبہ سے رجوع اور دوسری چیز کا ہبہ کرنا ہے، جو کہ جائز ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مراجع وماٰخذ

1) Oxford English to Urdu Dictionary:

2) Dict box.

3) Dict box.:

4) Cambridge Advanced learner's Dictionary.

5) طلبة الطلبة فی الاصطلاحات الفقهية ص: 226

6) عميم الاحسان صاحب رحمه الله۔ قواعد الفقه.ص: 240

7) حصكفی رحمه الله۔ الدر المختار ۔ كتاب الهبة ۵/۶۷۰ مكتبه علوم عربيه

8) وهبة الزحيلی۔الفقه الاسلامی و ادلته۔القسم الثالث ۔الفصل الاول عقد البيع ۵/۱۱۱ دار الفكر

9) ابن نجیمؒ۔کنز الدقائق۔کتاب البیع۔باب الرباص ۲۵۸ مکتبہ رحمانیہ

10) :ابن عابدینؒ۔رد المحتار۔کتاب البیوع۔باب الربا ۷/۴۱۷ مکتبہ علوم اسلامیہ

11) برھان الدینؒ۔ہدایۃ۔کتاب البیوع۔باب الربا۔ ۳/۹۰ المیزان کتب خانہ

12) ابن الھمامؒ۔شرح فتح القدیر۔کتاب البیوع۔باب الربا۔ ۷/۳ دار الکتب العلمیۃ

(13) علی حیدر آفندیؒ۔شرح مجلۃ الاحکام۔کتاب الھبۃ۔الباب الاول۔۱/ ۴۷۳دارالکتب العلمیۃ

(14) ملا خسروؒ۔درر الحکا م شرح غرر الاحکام۔کتاب الکفالۃ۔فصل لہما دین۔۔الخ ۳۰۶/۲دارالاحیاء الکتب العربیۃ

(15) عمیم الاحسان صاحبؒ۔المجموعۃ للقواعد الفقہیۃ۔التعریفات الفقہیۃ ص ۶۲ مکتبہ البشریٰ

(16) علی حیدر آفندیؒ۔شرح مجلۃ الاحکام۔مقدمہ۔المقالۃ الثانیۃ القواعد الکلیۃ ۱/ ۱۵ دار الکتب العلمیۃ

(17) عنایۃ علیٰ ھامش فتح القدیر۔کتاب البیوع۔باب البیع الفاسد۔۶/ ۳۸۳دار الکتب العلمیۃ

(18) ملا خسروؒ۔درر الحکا م شرح غرر الاحکام۔کتاب الکفالۃ۔فصل لہما دین۔الخ ۳۰۶/۲ دار الاحیاء الکتب العربیۃ

(19) ابن نجیمؒ۔البحر الرائق۔کتاب البیع ۵/ ۴۳۵ مکتبہ رشیدیہ

(20) ابن عابدینؒ۔رد المحتار علیٰ الدر المختار۔کتاب البیوع۔باب البیع الفاسد۔مطلب استثناء الحمل۔۔۔الخ ۷/ ۲۵۷ مکتبہ علوم اسلامیہ

(21) ایضاً ۔ ۷/ ۲۵۷

(22) ابن عابدینؒ۔رد المحتار علیٰ الدر المختار۔کتاب البیوع۔مطلب لا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردۃ ۷/ ۳۱ مکتبہ علوم اسلامیہ

(23) ابن عابدینؒ۔رد المحتار علیٰ الدر المختار۔کتاب البیوع۔مطلب فی الاعتیاض عن الوظائف۔لخ ۷/ ۳۲ مکتبہ علوم اسلامیہ

(24) مفتی تقی عثمانی۔بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ۔بیع الحقوق المجردۃ ص ۱۰۶ مکتبہ المعروفیۃ